بیت المقدّس کے بارے میں ایک مسلم - مسیحی گروپ کا ویٹی کن سے رابطہ

عرب ملکوں کے مسلم اور مسیحی رہنماؤں پر مشتمل ایک گروپ نے بیت المقدّس کی تقسیم کے بارے میں ویٹی کن کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی ہے، تاکہ پورا بیت المقدّس اسرائیل کے کنٹرول میں نہ رہے۔ مسلم اور مسیحی رہنماؤں کے اِس گروپ نے، جس میں یونیورسٹی اساتذہ، مذہبی شخصیات اور سابق عرب حکومتوں سے تعلق رکھنے والے سیاست دان شامل ہیں، مارچ کے آخر میں آرچ بشپ جین لوئیس توران سے ویٹی کن میں ملاقات کی۔ آرچ بشپ توران ویٹی کن کی وزارت امور خارجہ میں تیسرے بڑے افسر ہیں۔

آرچ بشپ توران سے ملاقات کے بعد گروپ میں شامل المؤتمر العالمی الاسلامی کے جناب حمید احمد الرفاعی نے پریس کے نمائندوں سے باتیں کرتے ہوئے بتایا کہ "ہماری تمام سرگرمیاں صرف ایک مقصد کے لیے ہیں کہ بیت المقدس کو تین بڑے عالمی مذاہب کا مرکز رہنا چاہیے اور اِسے عرب کنٹرول میں دیا جائے جیسا کہ انسانی تاریخ کے بڑے حصے میں یہ عربوں کے زیرِ انتظام رہا ہے۔"

مشرقِ وسطیٰ میں قیامِ امن کے سلسلے میں بیت المقدس پر کنٹرول ایک بڑا اختلافی مسئلہ ہے۔ فلسطینیوں کے ساتھ بہت سے دوسرے لوگوں کا خیال ہے کہ شہر پر اسرائیل کا مکمل کنٹرول نہ ہونا چاہیے، کیوں کہ بیت المقدس میں متعدد مقامات مسیحیت اور اسلام کی تاریخ اور پیش رفت سے وابستہ ہیں، مگر بہت سے اسرائیلی اپنے دارالحکومت کا کنٹرول چھوڑنے کی ہر تجویز مسترد کر دیتے ہیں۔

۱۹۹۳ء کے اواخر میں اُس وقت کے اسرائیلی وزیرِ اعظم ربین اور فلسطینی رہنما یاسر عرفات کے درمیان معاہدہ امن پر مذاکرات کرتے ہوئے بیت المقدس کی حیثیت پر گفتگو ملتوی کر دی گئی تھا۔ دو سال بعد ربین کے قتل پر حزبِ مخالف کی لکیوڈ پارٹی بنجمن نیتن یاہو کی قیادت میں اِس وعدے کے ساتھ برسرِ اقتدار آئی کہ وہ معاہدۂ امن کے بعض حصوں کو بالفعل بدل دے گی۔ اس کے بعد سامنے آنے والے واقعات کے پیشِ نظر روم میں ایک مسلم اجتماع کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔

اردن کے سابق وزیر خارجہ جناب کمال ابو جابر نے کہا ہے کہ "لکیوڈ حکومت کے حالیہ سیاسی رویّے سے امن کا عمل خطرے میں پڑ گیا ہے۔ اسرائیل اپنے آپ کو بین الاقوامی قانون اور اپنے کیے ہوئے معاہدوں سے بالاتر نہیں خیال کر سکتا۔"

جناب ابو جابر نے مزید کہا کہ وفد جس میں بیت المقدس سے یونانی آرتھوڈکس برادری کے ایک پادری اور اُردن میں ویٹی کن کے قونصل شامل ہیں، کی خواہش ہے کہ ویٹی کن مسیحیوں اور مسلمانوں کے خلاف اسرائیل کی جابرانہ پالیسیوں کی مذمت کرے۔ بیت لحم یونیورسٹی کے سربراہ اور ڈایوسیس پادری جناب رؤف نجار نے خیال ظاہر کیا کہ بیت المقدس کے مسیحیوں کو باقی مسیحی دُنیا اور بین الاقوامی تنظیموں نے فراموش کر دیا ہے۔ بین الاقوامی تنظیمیں اصول طے کرتی ہیں، مگر انہیں نافذ نہیں کرتیں۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے حال ہی میں "سلامتی کونسل" میں اپنا حق استرداد استعمال کر کے ایک کوشش ناکام بنا دی ہے جس کے ذریعے اسرائیل کو اس علاقے میں یہودی بستی کی تعمیر پر مذمت کا سامنا تھا جو فلسطینی کنٹرول میں آنا ہے۔

جناب نجار نے کہا کہ ہمیں از حد تشویش ہے کہ ایک روز ارض مقدس اس حال میں ہو گی کہ وہاں کوئی مسیحی نہ ہو گا اور تمام چرچ عجائب گھروں میں بدل دیے جائیں گے۔ ("دی کرسچن وائس" - ۲۰ اپریل ۱۹۹۷ء)

ایشیا

پاکستان: اتوار کو یومِ تعطیل قرار دیے جانے پر مسیحی برادری کا اظہارِ مسرّت

ماہنامہ "عالمِ اسلام اور عیسائیت" کی ایک گزشتہ اشاعت میں مسیحی جریدے "دی کرسچین وائس" (کراچی) کے حوالے سے نقل کردہ رپورٹ میں مسیحی کامیابیوں کے ذکر کے ساتھ کہا گیا تھا کہ "ہفتہ وار چھٹی جمعہ کے بجائے اتوار کو کرنے کے لیے، اِس مقصد کے پیشِ نظر تحریک چل رہی تھی کہ بین الاقوامی تاجر برادری کے ساتھ جمعہ کو بھی پاکستان کی تجارت جاری رہے، مگر تعطیل پر اصرار کرنے والے قدامت پسند تاجروں نے تجویز مسترد کر دی، اور اتوار کچھ عرصے کے لیے کام کا دن ہی رہے گا۔"

یہ "کچھ عرصہ" چند ماہ سے بھی کم ثابت ہوا۔ سیکولر - لبرل روایات کی علم بردار سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو جو کام نہ کر سکی تھی، وہ پاکستان کو اسلامی تصوّرات کے مطابق ڈھالنے کے داعی وزیر اعظم جناب محمد نواز شریف کر گزرے۔ مسیحی برادری کا ردِ عمل توقع کے عین مطابق ہے۔ پندرہ روزہ "شاداب" نے لکھا ہے:

> نواز شریف وزیر اعظم پاکستان کی طرف سے جمعہ کی چھٹی کے خاتمہ اور اتوار کی چھٹی کی بیس سال بعد بحالی سے مسیحی حلقوں میں خوشی اور انبساط کی لہر دوڑ گئی اور گرجا گھروں کی